رفع یدین

تصنیف لطیف

فیض ملت، مناظر اسلام

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

سعادت اہتمام

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رفع یدین

از قلم

مفسر قرآن مناظر اسلام علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

باہتمام

مولانا محمد عطاء الرسول اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)

قیمت روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی ھدانا طرق الاسلام والصلوٰۃ والسلام علی من بلّغ الینا جمیع الاحکام وعلی آلہٖ واصحابہ البررۃ الکرام ؛

اما بعد ! غیر مقلدین وہابی خود کو اہلِ حدیث بتا کر مسلمانوں میں فتنہ برپا کرتے ہوئے عوام کو ایسی احادیث و روایات صحیحہ و غیر صحیحہ دکھاتے ہیں جن پر ابتدائے اسلام میں عمل رہا اور جن احادیث و روایات پر صدیوں سے عمل ہو رہا ہے انہیں از خود ضعیف قرار دے کر ٹھکرا دیتے ہیں بالخصوص نماز کے متعلق وہ اختلاف جو احناف و شوافع و دیگر ائمہ کا چلا آرہا تھا وہ حنفیوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ فقیر نے ان کے تمام دھوکہ و فریب کے ازالہ میں ضخیم کتابیں اور رسالے لکھ کر "شترِ بے مہار وہابی" کا مجموعہ تیار کیا ہے، چونکہ عوام اتنی بڑی کتاب کو پڑھنے کے لئے وقت نہیں رکھتے اسی لئے ان کا خلاصہ کرکے ہر مسئلہ کو علیحدہ علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔

یہ رسالہ فقیر کی کتاب "فتح العینین فی ترک رفع الیدین" کا خلاصہ ہے۔ صرف چند احادیث صحیحہ احناف (حنفیوں) کے دلائل اور چند احادیث وہابیوں کی پیش کردہ کے جوابات ہیں۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب مذکور میں ملاحظہ ہو۔

فقط

محمد فیض احمد اُویسی رضوی

بہاولپور

مقدّمہ

چند اصول پہلے سمجھنے ضروری ہیں تاکہ مسئلہ آسانی سے ذہن نشین ہو۔

۱۔ دین کی تکمیل تئیس سال تک ہوئی یعنی مسائل واحکام مدت مذکورہ تک مختلف طریقوں سے مکمل ہوئے مثلاً گدھے کا گوشت ایک مدت تک کھانا حلال تھا پھر خیبر میں روک دیا گیا۔

۲۔ احادیث صحیحہ (بخاری و مسلم وغیرہا) بے شک صحیح حدیثیں ہیں لیکن بعض ایسی روایات واحادیث پر عمل نہیں رہتا جیسے قرآن مجید آیات سے بڑھ کر کوئی مضمون صحیح نہیں ہو سکتا لیکن بعض آیات ایسی ہیں جن پر عمل نہیں کیونکہ وہ عملاً منسوخ ہیں جیسے دوسرے پارہ میں عورت (جس کا شوہر فوت ہوگیا ہو) اس کی عدت پہلے ایک سال مقرر ہوئی بعد کو چار ماہ دس دن ہوگئی۔

۳۔ ناسخ (ختم کرنے والا) حکم کبھی قولی ہوتا ہے کبھی عملی اور کبھی اسے صحابہ کرام اور تابعین اور راویانِ حدیث کے عمل وغیرہ سے ہوتا ہے۔

۴۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مختلف ملکوں اور علاقوں سے آتے اور حاضری دے کر چلے جاتے تو جس وقت میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سن کر یا عمل دیکھ کر چلے گئے وہ تادمِ زیست اسی کے عامل رہے بعض کو بعد والے حکم کا علم نہ ہوتا۔ تو وہ روایات واحادیث حق ہیں لیکن قابلِ عمل وہ احادیث وروایات ہوں گی جنہیں خلفائے راشدین اور ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

روایت کیا جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ مبارک میں آپ کے ساتھ اور قریب رہے جیسے خلفائے راشدین کے علاوہ سیدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) وغیرہم۔

۵۔ ایسے ہی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات نقل کرنے والے تابعین اور نیچے کے راویوں میں فرق سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ غیر مقلدین اس کے برعکس روایات و احادیث دکھا کر دھوکہ دیتے ہیں۔

۶۔ ایک عمل جو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کافی مدت تک ہوتا رہا اس کے راوی بھی کافی ہوں گے لیکن وصال سے پہلے وہ عمل منسوخ ہوگیا اور وہ نسخ بتانے والے اگرچہ تھوڑے راوی ہوں گے لیکن دربارِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریبی ہیں قرآن کی کثرت پچھلے حکم پر غالب ہوگی۔

مزید اصول فنِ حدیث میں نے بقدرِ ضرورت عرض کر دیئے ہیں تاکہ وہابیوں کے داؤ و فریب عوام کو پریشان نہ کرسکیں۔

۷۔ جو روایات و احادیث قولاً و عملاً منسوخ ہو جائیں تو پھر ان پر علم کے باوجود عمل کرنا گمراہی اور اسلام دشمنی ہے۔

باب نمبر ۱

اس باب میں ہم صحیح احادیث سے ثابت کریں گے کہ نماز میں ایک بار کے سوا رفع یدین نہیں کرنا چاہیئے۔

ہم احنافِ اہلسنت کے نزدیک رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا (رفع یدین) خلافِ سنت اور مکروہ ہے اس کے متعلق بے شمار احادیث اور اقوالِ مجتہدین وارد ہیں۔ چند ایک بقدرِ ضرورت حاضر ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً مَعَ تَكْبِيْرِ الْافْتِتَاحِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ

ایک دفعہ ہم سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔ اس رفع یدین

حَسَنٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالتَّابِعِيْنَ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ

(رواہ الترمذی وابوداؤد ونسائی)

نہ کرنے پر بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین کا عمل ہے۔

قواعد الحدیث:

١. یہ روایت اعلیٰ درجہ کی معتبر و مستند اور ہر علت و جرح سے سالم ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ (معتبر) ہیں۔

٢. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا طریقہ ابن مسعود (حضور کے صحابی رضی اللہ عنہ) نے صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کیا تو کسی نے انکار نہ کیا۔ اسی کو کہتے ہیں اجماع و اتفاق ورنہ کسی کو انکار ہوتا تو وہ جان قربان کر دیتا لیکن حضور علیہ السلام کے خلاف عمل کو برداشت نہ کرتا۔

٣. امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

٤. بلکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس رفع یدین کے ترک کو بہت سے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا مذہب بتایا ہے۔

٥. اس روایت کے پہلے راوی عبد اللہ بن مسعود وہ صحابی (رضی اللہ عنہ) ہیں جو بچپن سے تا آخر وصال حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے ہیں اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حدیث ٢:

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَفْرُغَ۔

(رواہ ابن ابی شیبہ الترمذی)

تھے تو ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

قاعدہ:

کَانَ (فعل ناقصہ) کا قانون ہے کہ جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے وہ مضارع ماضی استمراری بن جاتا ہے اور پہلی حدیث میں فقیر نے عرض کیا ہے کہ یہ عمل حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا آخری ہے جو وصال تک دائمی رہا جس کے دوام (ہمیشگی) کی دلیل پہلی حدیث ہے۔

حدیث ۳:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ

(رواہ ابو داؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھائے۔

حدیث ۴:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ

(عبد اللہ) بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی تکبیر

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ (رواه الطبراني ورواه الطحاوي)

ہیں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کبھی نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث ۵:

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ اِسْتِقْبَالِ الْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالْمَوْقِفَيْنِ وَالْجَمْرَتَيْنِ۔ (رواه الحاکم والبیہقی والطحاوی)

عبداللہ بن عباس و ابن عمر سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں نماز شروع کرتے وقت، کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت، صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر اور دو موقف منٰی و مزدلفہ میں اور دونوں جمروں کے سامنے۔

فائدہ:

ایک روایت میں عیدین کا ذکر بھی آیا ہے تو وہ بھی صحیح ہے لیکن ان مقامات کے علاوہ دوسری جگہ رفع یدین ابتداء میں تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زندگی پاک کا عمل ترک رفع یدین ہے۔ کیونکہ اس حدیث شریف حج کے احکام بھی ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حجۃ الوداع (آخری حج مبارک) کے بعد تھوڑے عرصہ کے اندر وصال ہو گیا۔ اور حدیث روایت کرنے والے وہ جلیل القدر اور عظیم الشان راوی ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بچپن سے آپ کے وصال مبارک تک ساتھ رہے ہیں اور وہ عرف

حج مبارک بلکہ آپ کے ہر عمل اور قول وفعل کو علمی شاہد کی حیثیت سے روایت کر رہے ہیں تو وہ نماز کے لئے رفع یدین کا ذکر صرف تکبیر اُولیٰ کا فرما رہے ہیں اگر نماز میں دوسری جگہوں میں رفع یدین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زندگی مبارک میں ہوتا تو ان کو ضرور بیان فرماتے یہی وجہ ہی تو دوسرے راوی بیان فرماتے لیکن راوی حج کے بیان میں صرف انہی جگہوں کا ذکر ہے جس پر الحمد للہ ہم حنفیوں کا عمل ہے۔

حدیث:

عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَا بَالُهُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمْسِ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔ (رواہ النسائی ص۱۴۶ و مسلم ج ۱ ص۱۸۱ و ابوداؤد ص۱۵۰)

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کے دم ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

سوال: یہ حدیث شریف تو سلام کے متعلق ہے کیوں کہ صحابہ کرام نماز میں سلام کا جواب ہاتھ ہلا کر دیتے تھے۔

جواب (۱): اس حدیث کو سلام کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جابر بن سمرہ کی دوسری روایت جو عبیداللہ بن قبطیہ سے مروی ہے وہ سلام کے ساتھ

مخصوص ہے۔ اس کا مضمون بھی اس سے الگ ہے۔

جواب ۲ : اگر اس کو سلام کے ساتھ مخصوص کیا جاوے تو اس حدیث میں موضع استدلال "اسکنوا فی الصلوٰۃ" ہے۔ نماز میں سکون مطلوب ہے اور رفع یدین کے ساتھ تو وہی نقشہ بنے گا جس کو امام بخاری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وَ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا اَیْدِیْہِمُ الْمَرَاوِحُ یَرْفَعُوْا بِھَا اِذَا رَکَعُوْا وَ اِذا رفعوا رؤسھم یعنی رَفْعُ یَدَیْنِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّکُوْعِ کی وجہ سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پنکھوں کی طرح چلتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو سلام کے وقت بھی رفع یدین کو گوارا نہ فرمایا۔ جو من وجہ نماز سے خارج ہے اور فرمایا کہ نماز میں سکون اختیار کرو اور رکوع سے قبل و بعد کی رفع یدین تو بالکل ہر وجہ سے نماز کے اندر ہے اور اصحاب کرام کا فعل ممکن ہے کہ راوی نے "اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ" کے ارشاد سے پہلے کا واقعہ نقل فرمایا ہو۔

جتنے رنگ کے کالے
سب باپ کے سالے

غیر مقلدین کے اکثر دلائل اسی مثال کے مرہون منت ہیں مثلاً اسی سوال کو سمجھئے کہ ہماری دلیل کے راوی جابر بن سمرہ ہیں لیکن وہی راوی دوسرے واقعے کے بھی ہیں۔ غیر مقلدین نے ایک قسم کے ایک راوی سے دھوکہ کھایا ورنہ علم حدیث کا قانون ظاہر ہے کہ ایک راوی اگر دو واقعات کی دو حدیثیں بیان کرے تو وہ دو حدیثیں اور دو واقعات ایک نہیں ہو جاتے۔ اس قاعدہ کو ذہن میں رکھ کر اب اصل مضمون سمجھئے۔

ہماری پیش کردہ دلیل کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ شروع روایت میں فرمایا کہ (خَرَجَ علینا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الحدیث یہ واقعہ اور ہوا۔ اسی راوی نے دوسرا واقعہ بیان فرمایا کہ "کُنَّا اِذَا صَلَّینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (الحدیث) اور اسی میں نماز میں سلام کے جواب کی تصریح ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کی حوالیہ حدیث کے الفاظ میں ہے کہ

فَلَمَّا اِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِاَیْدِیْنَا السلام علیکم السلام علیکم فینظر اِلَیْنَا رَسُوْل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم تشیرون بایدیکم کانّھا اَذْنَابُ خَیْلِ شمس اِذَا سَلَّمَ اَحَدُکُمْ وَلیلتفت الی صاحبہٖ ولایومی بیدہٖ الخ

تو ہم اپنے ہاتھوں سے سلام سلام کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھ کر فرمایا یہ کیا کر رہے ہو؟ ہاتھوں کا اشارہ کرتے ہو گویا وہ سرکش گھوڑوں کے دُم ہیں جب تمہارا دوست کسی کو سلام کرے تو تم ساتھی کی طرف ملتفت ہو لیکن ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

ایک تیسرا واقعہ بھی ساتھ ملا لیجئے اس کے راوی بھی یہی حضرت جابر ہیں تو اس کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ " صَلَّیْتُ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (الحدیث)

نتیجہ نکالئے!

فقیر کی یہ مختصر تحقیق اہلِ انصاف اور اہلِ علم کی دعوت غور و فکر پیش کرتی ہے کہ مختلف روایات اور واقعات کو ملا کر صرف ایک واقعہ جتانا یہ نہ صرف علمی دھوکہ ہے بلکہ شرعی اسلامی مسائل کی زبردست تحریف ہے۔

حدیث ۶ :

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا کہ حضرت وائل نے حضور کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ نے جواب دیا کہ :

اِنْ کَانَ وَائِلٌ رَاٰہُ مَرَّۃً یَفْعَلُ ذَالِکَ فَقَدْ رَاٰہُ عَبْدُ اللّٰہِ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً لَا یَفْعَلُ ذَالِکَ (رواہ الطحاوی)

اگر وائل نے حضور کو ایک بار رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے حضور کو پچاس مرتبہ رفع یدین نہ کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ :

سیدنا عبداللہ بن مسعود کی حدیث بہت قوی ہے کیونکہ آپ صحابہ میں فقیہ عالم تھے۔ حضور کی صحبت میں اکثر رہنے والے نماز میں اور حضور علیہ السلام کے زیادہ قریب کھڑے ہونے والوں میں سے تھے کیونکہ حضور کے قریب وہ صحابہ کھڑے ہوتے تھے جو صحابہ میں بڑے عالم وعاقل ہوتے تھے جیسا کہ روایات میں وارد ہے۔ ویسے تاریخ حدیث شاہد ہے کہ حضرت وائل اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایات میں بڑا فرق ہے اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ دو راویوں کی روایات میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کی روایت کو لینا ضروری ہے جو ان میں زیادہ فقیہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ حاضر باش رہتا ہو مثلاً اسی حدیث کو دیکھئے کہ حضرت ابن مسعود پچاس بار دیکھنے کا ذکر فرماتے ہیں اور حضرت وائل ایک دفعہ کا۔ تو پہلے قاعدہ عرض کیا گیا ہے کہ وہ حدیث قابل عمل ہے جن کے راوی کو حضور علیہ السلام کا دائمی قرب نصیب ہوا ہو۔

حدیث ۷ : حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ (رواہ الطحاوی وابن ابی شیبہ)

میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث ۸ :

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے کہ

اِنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهٖ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ لَهٗ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّهٗ شَىْءٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ثُمَّ تَرَكَهٗ (عینی شرح بخاری)

آپ نے کسی کو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھ کر فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جو حضور نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔

فائدہ :

اس سے ثابت ہوا کہ رفع یدین تکبیر اولیٰ کے سوا رکوع میں جاتے اور اُٹھتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے لیکن یہ ابتدائے اسلام کا عمل ہے اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ احکام شرعیہ اور مسائل فقیہ کا اثبات ان احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ کے آخری ایام کی منقول اور مروی ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب تک صحابہ کرام و

تابعین عظام روایات کے منسوخ ہونے کا علم ہوتا وہ اس پر عمل کرتے رہتے لیکن منسوخ ہونے کے علم کے بعد وہ عمل ترک کر دیتے جیسے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بیان سے ثابت ہو رہا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منسوخ کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صریح حکم ضروری نہیں بلکہ آپ کا اور صحابہ کرام کا عمل و نقل بھی نسخ کے لئے کافی ہے۔

حدیث ۹:

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْھَا

(رواہ البیہقی والطحاوی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث ۱۰:

عَنْ اَسْوَدَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

(رواہ الطحاوی)

حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۱:

حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ وَقَالَ

حضرت سفیان اسی اسناد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود

وَلَمْ يَعُدْ مَرَّةً وَاحِدَةً — نے پہلی بار ہاتھ اٹھائے بعض راویوں نے فرمایا کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے

(رواہ ابو داؤد)

فائدہ:

مذکورہ بالا چند روایات نقل کر کے حضرت امام علی القاری شارح مشکوٰۃ اپنی مشہور زمانہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ میں

کہتا ہوں کہ حدیث ابن مسعود کو ابوداؤد و ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سندوں کی سند سے اخراج کیا پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مفر نہیں جب کہ ثابت ہوا اس طرف سے جو ہم نے ذکر کیا اور امام اوزاعی و امام اعظم کا مناظرہ مشہور ہے اور طحاوی نے پھر بیہقی نے سند صحیح سند کے ساتھ اسود سے روایت کیا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب نے پہلی بار تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھایا پھر نہیں اٹھایا اور طحاوی نے روایت کیا کہ حضرت علی نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھائے پھر نہیں اٹھائے تھے۔

انتباہ:

غیر مقلدین کی چال سے بچ کر رہیں کہ وہ خواہ مخواہ ایسی روایات کو ضعیف کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کتنے بڑے محقق اور محدثین ان روایات کی بڑی چھان بین کے بعد صحیح لکھ گئے ہیں۔

حدیث ۱۲:

عن البراء بن عاذب رأى النبى صلى الله عليه — حضرت براء رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی حَاذٰی بِھِمَا اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ اِلٰی شَیْئٍ مِنْ ذٰلِکَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ (رواہ الدارقطنی)

حضور نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھائے کہ کانوں کے مقابل کردیئے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث ۱۴:

عَنْ اِمَامِنَا اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ اِنَّہٗ قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِیْ شَیْئٍ مِنْ صَلٰوتِکَ بَعْدَ الْمَرَّۃِ الْاُوْلٰی (رواہ محمد فی کتاب الآثار)

یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سند میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پہلی بار کے سوا نماز میں کبھی ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

لطیفہ:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بعض غیر مقلدین حدیث دانی میں نہایت کمزور سمجھتے ہیں اور ساتھ یہ بھی مانتے ہیں کہ امام بخاری اور امام حنبل و دیگر ائمہ حدیث کے ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فن حدیث میں شاگردوں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ افسوس ہے کہ ان کے شاگردوں بلکہ طفل مکتب محدثین کو تو آسمان پر چڑھا دیتے ہیں لیکن ان کے استاذ الاساتذہ کو نامعلوم کیا کچھ کہتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی حدیث کی سند ضعیف بھی ہو جائے تو اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سند کا کیا قصور

جب کہ آپ کی سند حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت قریب ہے کیونکہ آپ کی بعض روایات صحابہ کرام ورثۃ تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں کہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں لیکن ضد اور تعصب کا علاج کون کرے ۔

حدیث ۱۴ :

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ

(رواہ ابو داؤد)

براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا آغاز فرماتے تو ہاتھ کانوں کے قریب لے جاتے اس کے بعد پھر رفع یدین نہ کرتے ۔

ان کے علاوہ بکثرت احادیث مبارکہ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم فقیر نے اپنی کتاب "فتح العینین" میں درج کیا ہے ۔ حق کے متلاشی کے لئے اتنا کافی ہے اور ضدی اور ہٹ دھرم کو دفتر ناکافی

دھوکہ اور فریب کا ایک نمونہ :

عوام بے چارے سیدھے سادے اور بھولے بھالے ہوتے ہیں اسی لئے انہیں پھنسانے کے لئے یہ وہابی غیر مقلدین عجیب وغریب حربے استعمال کرتے ہیں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ان کا شور زوروں پر تھا کہ (معاذ اللہ) حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی غیر مقلد تھے کیونکہ وہ بھی رفع یدین کرتے تھے چنانچہ ان کی کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے فقیر نے ان کا منہ توڑ جواب رسالہ "کیا غوث اعظم وہابی تھے اور ھدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین"

میں لکھا۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ امام حنبل رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے اور غنیۃ الطالبین حنبلی مذہب پر لکھی ہوئی ہے اسی لئے ان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس عمل سے وہابی تھے علاوہ ازیں حنبلیوں کا رفع یدین اور طریقہ سے ہے ان کا طریقہ اور لیکن ان کو کیا انہوں نے تو صرف دھوکہ اور فریب کرنا ہے اور بس۔

غیر مقلد وہابیوں کی چال دیکھئے کہ عوام کو پھنساتے وقت کہتے ہیں دیکھو حرمین طیبین کے ائمہ بھی رفع یدین اور آمین بالجہر کرتے ہیں اور ہم بھی۔ فلہذا ہمارا مذہب وہابی حق ہے۔ یہ بھی ایک لحاظ سے ان کا دھوکہ اور فریب ہے ورنہ ہم تو عرصہ سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ تم بھی وہی نجدی وہابی ہو لیکن اس پردہ کو نہ پا ہو جاتے بلکہ مقدمہ بازی پر تل جاتے لیکن ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

چنانچہ اب تو میدان صاف ہو گیا کہ ائمہ حرمین جب بھی پاکستان کا رخ کرتے ہیں تو انہیں صرف اور صرف یہی وہابی غیر مقلد فٹ آتے ہیں جیسا کہ گزشتہ سالوں میں عوام الناس سب نے دیکھا کہ غیر مقلدین وہابیوں کی مساجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے وقت صاف نظر آ رہا تھا کہ ؎

مل کے بیٹھے ہیں دیوانے دو

نجدی ائمہ اور غیر مقلدین کی جامہ تلاشی،

غیر مقلدین وہابی اگر ائمہ نجد کو حق سمجھتے ہیں واقعی سمجھتے بھی ہیں کیوں کہ عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ رفع یدین اور آمین بالجہر حرمین میں ہوتا ہے فلہذا ہمارا مذہب حق ہے تو پھر چاہئے چند سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

دیوبندی بروہابی :

یہ سوالات فقیر اویسی از خود نہیں لکھتا کیونکہ فقیر کے لکھنے سے انہیں مجبور ہو کر یا اپنا پیٹ سے پکارنا پڑتا ہے اسی لئے ان کے ایک اور پیٹی بھائی یعنی دیوبندی کے قلم سے عرض ہے ۔

یاد ہے کہ امام کعبہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے پاکستان کا دورہ کرتا ہوا ہمارے شہر میں پہونچا تو وہابیوں غیر مقلدین کی مسجد میں نماز پڑھائی جس کا ہمارے شہر کے وہابیوں نے اچھا خاصا شور مچا کر دور دور سے وہابیوں کو جمع کر لیا اس میں چند سنی عوام بھی پھنسا کے لائے تھے ۔ امام کعبہ کے چلے جانے کے بعد بہاولپور کے دیوبندیوں نے ایک اشتہار شائع کیا چونکہ وہ سارے کا سارا فقیر کے اس موضوع کے موافق ہے اسی لئے اس کا خلاصہ بعنوان موازنہ وہابی ہندی و وہابی عربی پیش کرتا ہے۔

عربی وہابی نجدی :

مقلد ہیں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تقلید کا دم بھرتے ہیں ۔

پاکستانی و ہندی وہابی :

تقلید شرک ہے مقلد مشرک اور جاہل ہوتا ہے ۔ مقلد اندھے اماموں کی اندھی تقلید کرنے والا ہوتا ہے ۔ مقلد بصیرت کا اندھا اور ذوق کا گندا ہوتا ہے ۔ لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے ۔ تقلید سراسر گمراہی ہے اس سے بچنا چاہیئے ۔ (بحوالہ رسالہ مسئلہ رفع یدین ص ۱۷، ۳۰، ۴۲، ۵ مصنفہ عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد ، بحوالہ رسالہ اصلی اہلسنت ص ۳۱، ۳۲ الخ ایضاً)

عربی وہابی نجدی :

نماز کے بعد دعا مانگنا جائز سمجھتے ہیں چنانچہ بہاول پور شریف

کی مسجد میں امام کعبہ نے دعا مانگی (اگرچہ حرمین شریفین میں ......

پاکستانی وہندی وہابی :

نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے سنت کے خلاف ہے اور اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

ب وہابی نجدی :

پاکستان میں یہاں امام کعبہ نے اور وہاں حرمین طیبین ہر نجدی امام پگڑی یا کبھی رومال یا کم از کم ٹوپی پہن کر نماز پڑھاتے ہیں۔

پاکستانی وہندی وہابی :

ننگے سر نماز پڑھنا زیادہ بہتر بلکہ باعث تقرب وثواب۔ اس کا تارک تارکِ سنت ہے اور تارکِ سنت بدعتی ہے۔

عربی وہابی نجدی :

فقہ حنبلی پر عمل اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں۔

پاکستانی وہندی وہابی :

فقہ پر عمل کرنا کفر وشرک اور فقہ پر عمل کرنے والوں کے پیچھے نماز بلکہ حرام اور باطل ہے۔ (بحوالہ اہل السنت)

فقیر اویسی غفرلہٗ :

جب تقلید غلیظ فعل اور اس سے مقلد مشرک ہو جاتا ہے تو پھر تم نجدی امام کعبہ وغیرہ کو یہ فتویٰ کیوں نہیں چالو کرتے۔

اگر نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت اور خلافِ سنت ہے تو پھر تم امام کعبہ وغیرہ کو بدعتی کیوں نہیں کہتے۔ اگر سر ننگے نماز نہ پڑھنے والا بدعتی اور خلافِ سنت ہے تو یہ فتویٰ نجدی امام کعبہ وغیرہ پر کیوں جاری نہیں کرتے۔ اگر فقہ پر عمل کرنا کفر

شرک اور فتوؤں والوں کے پیچھے نماز حرام اور باطل ہے تو پھر تم نجدی امام کعبہ وغیرہ کے پیچھے کیوں پڑھتے ہو۔

فیصلہ:

اب یہ فیصلہ عوام اہل اسلام کے ہاتھ میں ہے کہ جو کفر و شرک اور بدعت کا فتویٰ ہم اہلسنت پر جاری کرتے ہیں لیکن یہ فتویٰ امام کعبہ پر کیوں نہیں اس لئے صاف واضح ہوا کہ ان کا یہ دعویٰ کہ ہمارا مسلک سعودیوں والا ہے تو یہ ان کے طریقوں اور اعمال کے خلاف کیوں۔ صرف رفع یدین و آمین بالجہر اور وتر ایک رکعت سے فتنہ کھڑا کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

مزید براں / عربی وہابی نجدی:

بیس تراویح بالالتزام پڑھتے پڑھاتے ہیں اور ضاد کو ضاد ہی پڑھتے ہیں اور داڑھی کٹواتے یا خشخاشی فیشنی بناتے ہیں۔

پاکستانی و ہندی وہابی:

آٹھ تراویح کو سنت اور بیس تراویح کو بدعت کہتے ہیں۔ اور ضاد کو ظاد کے مخرج میں ادا کرتے ہیں اور ان کی داڑھیاں چوتھے بٹن سے بھی آگے ہیں بلکہ سرحد پار ہیں۔

معلوم ہوا کہ:

ان کا رفع یدین اور آمین بالجہر اور ایک رکعت وتر کو اپنے مذہب کو صحیح ثابت کرنے کے لئے سعودیوں کی دلیل بناتے ہیں تو پھر انہیں چاہیئے کہ وہ ان کے جملہ امور اور طریقوں کو اپنائیں ورنہ دھوکہ بازی سے باز آجائیں۔

مجھے معلوم ہے وہ اپنی عادت پر مجبور ہیں وہ اس سے باز نہیں آئیں گے تو پھر عوام اہلسنت ہوشیار رہیں۔

باب ۲

سوالات و جوابات

سوال : غیر مقلدین (وہابی) کہتے ہیں کہ ذیل کی حدیث صحیحین (بخاری و مسلم وغیرہما) میں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبیر اولیٰ کے علاوہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین حضور علیہ السلام کا دائمی عمل تھا کیونکہ اس میں لفظ کَانَ واقع ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے جیسے تم خود لکھ آئے ہو۔ حدیث پاک یہ ہے :

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَقَامَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَا بِحَذْوِ مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا یَفْعَلُہٗ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔

جواب : یہ حدیث بعد تسلیم صحت چند وجوہ سے غیر مقلدین کو مفید نہیں۔

۱۔ کلمہ کَانَ مواظبت و استمرار پر اور تعدد و تکرار پر نہ عقلاً دلالت کرتا ہے نہ نقلاً۔

عقلاً اس لئے کہ لفظ کَانَ صیغہ ماضی مطلق کَوْنٌ سے مشتق ہے اور وہ ثبوت کا مترادف ہے تو مفاد اس کا ثبوت مطلق بغیر دوام و استغراق کے ہوا اس لئے کہ افعال کا مبداء و ماخذ جنس مطلق ہوتا ہے اور جنس مطلق کے لئے کسی حصہ فرد کا تحقق کافی ہے مثلاً زید کسی وقت قائم تھا اور اس کے اس وقت

کے قیام کو بہت لوگوں نے بیان کیا کہ کان زید قائما تو لوگوں کی حکایۃ کا تعدد و شمار محکی عنہ کے تعدد پر ہرگز دلالت نہیں کرتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ حکایۃ محکی عنہ کے تابع ہوتی ہے اور محکی عنہ حکایت کے تابع نہیں ہوتا۔ نقلاً تو متعدد روایات سے ثابت ہے کہ کان میں استمرار دائمی نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے،

عن عائشۃ قالت کنت اطیب ویوم النحر قبل ان یطوف بالبیت بطیب فیہ

ابو الطاہر نے مجمع البحار میں لکھا ہے،

منہ دَلِیْلٌ لِاَکْثَرِ الْمُحَقِّقِیْنَ علی اِنْ کَانَ لَا یَدُلُّ علی التکرر الدوام اذ لم یحج بعد صحبۃ عائشۃ الا حجۃ الوداع لا یقال لعلہا طیبتہ فی احرام العمرۃ لان المعتمر لا یحل لہ الطیب قبل الطواف۔

اس میں دلیل اکثر محققین کی دلیل ہے اس پر کہ لفظ کان تکرار و دوام پر دلالۃ نہیں کرتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ سے بیاہ کے بعد کوئی حج سوائے حجۃ الوداع کے نہیں کیا اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شاید بی بی صاحبہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کے احرام میں خوشبو لگائی ہو اس لئے کہ معتمر کو خوشبو لگانا قبل از طواف ہرگز جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ کان دائماً استمرار کے لئے نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بضد ہے تو ہم کہیں گے یہ استمرار اس وقت تھا جب رفع یدین ہوتا رہا جب عمل ختم تو استمرار کی حد بھی ختم۔ جیسے علم نحو کا قاعدہ ہے۔ اور اختتام کی حد ہم بیان کر چکے۔

جواب:۔ وہ حدیث جس کا راوی اس کے خلاف عمل کرے تو وہ روایت کتنی

صحیح ہو تب بھی قابل عمل نہیں رہتی اس روایت کے آخری راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں رفع یدین کا ترک دیکھا گیا جیسا کہ طحاوی و ابن ابی شیبہ اور موطا امام محمد میں صحیح سند کے ساتھ روایت موجود ہے۔

سوال: اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ، اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ میں جو اذا واقع ہے مواظبت و استمرار پر دلالت کرتا ہے کما فی قولہ تعالیٰ اذا قمتم الی الصلوٰۃ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ۔

جواب: کلمہ اذا قضیہ مہملہ کا جو کہ جزئیہ کو مستلزم ہے تو پھر کس طرح اذا کی دلالت استغراق و ایجاب کلی پر ہوگی اور جو آیۃ اذا قمتم الی الصلوٰۃ میں عموم ہے تو وہ کلمہ اذا کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ عموم علت کے عموم سے مستفاد ہے کہ عبارت ہے ارادۃ القیام الی الصلوٰۃ اور یہ بسبب تعدد اوقات کے متعدد ہوتا ہے کیونکہ تعداد اسباب کا موجب تعدد مسببات کے ہے اور اس طرح امر بالوضوء متعدد بتعدد ارادۃ القیام الی الصلوٰۃ کے ہے۔ اصول فقہ میں مذکور ہے ان الامر تکرار فیہ الا انہ یتکرر بتکرار اسبابہ اور وما نحن میں ایسا نہیں کیونکہ یہ حکایت ہے۔

وحکایۃ الفعل لا تعم، خلاصہ یہ کہ یہاں عموم نہیں کیونکہ بیان مطلق فعل سے مواظبت ثابت نہیں ہوتی۔

وجہ نمبر ۲: غیر مقلدین چار جگہ نماز میں رفع الیدین کے ہونے کے قائل ہیں۔

۱۔ عند الافتتاح

۲۔ عند الرکوع

۳۔ عند القیام منہ

۴۔ عند القیام من الثالث۔ فقط

وہ جو رفع یدین احادیثِ صحیحہ میں ان کے سوا وارد ہیں ان کو منسوخ جانتے ہیں ہمارا سوال ہے تم نے باقی روایاتِ صحیحہ کا نسخ کہاں سے ثابت کر لیا تفصیل آتی ہے۔
افسوس ہے کہ خود بے شمار روایات کو از خود نسخ کا دعویٰ کریں تو حق اگر ہم ترکِ رفع یدین پر از عملِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زور دار دلائل سے ثابت کریں تو انکار۔
سوال ؛ صحیحین میں ہے کہ ابن عمر لا یفعل فی السجود اور ایک روایت مسلم میں لا یرفعھما بین السجدتین وارد ہے پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین میں السجدتین کو ترک کیا اور ترک دلیل نسخ ہے۔
جوابِ ا ؛ اگر ترک سے مراد ترکِ مطلق ہے اگرچہ کسی وقت میں ہو تو مسلّم ہے اور اگر ترکِ مستمرہ مراد ہے تو ہم نہیں مانتے کیونکہ روایات میں استمرار کی کوئی دلیل نہیں۔
جوابِ ۲ ؛ اگر فعل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تسلیم بھی کیا جائے تو شہادت نفی بالاستغراق پر مقبول نہیں کیونکہ انہیں حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ خلوت اور جلوت اور سفر او حضر اور جمیع مجالس میں صحبت نہ تھی۔ حکایت فعل بالاستغراق کیونکر صحیح و مستقیم ہوگی دیکھئے کہ یہی ابن عمر صلوٰۃ ضحیٰ میں لا اخالہ فرماتے ہیں۔ رواہ البخاری حالانکہ صلوٰۃ ضحیٰ کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث فعلیہ قولیہ سے ثابت ہے۔
جوابِ ۳ ؛ اگر ترکِ رفع کا دلیل نسخ کی بن سکے تو ابن مسعود کا قول رفعنا من رافعہ و ترکنا من ترکہ مخالفین کی گردن پر سیف قاطع ہوگی۔
جوابِ ۴ ؛ اگر ہم عدم عموم فعل سے قطع نظر کر کے استمرار مضارع کی طرف جو منسوب ہے لا یفعل ذالک فی السجود سے دیکھیں ، تو اس پر دال ہوگا کہ

ف : خیال رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ الضحیٰ لا اشراق ا پڑھی ہو

کا ابن عمر نے رفع الیدین بین السجدتین کو نہیں دیکھا اور اس سے عدم رفع الیدین مطلقاً ثابت نہیں۔ اگر نسخ رفع الیدین بین السجدتین کو مان لیں تو نسخ عند رفع الراس من السجود و وقت القیام فی الثانیہ والقعود ان کے لئے بھی کوئی حدیث ناسخ ہوگی جن کے لئے احادیث صحیحہ وارد ہیں جو جواب مخالفین کا ہوگا وہی جواب ہمارا ہوگا۔

خاتمہ

ہم ذیل میں وہ صحیح احادیث نقل کرتے ہیں جن میں ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے اسلام میں رفع یدین کے کئی طریقے تھے۔ مثلاً

۱۔ رکوع وسجود میں رفع یدین :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ وَحِیْنَ یَرْکَعُ وَحِیْنَ یَسْجُدُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ نماز میں رفع یدین شانوں کے برابر کرتے تھے، جب نماز شروع کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تھے۔

(رواہ ابن ماجہ، عینی ج ۵، ص ۲۷۵)

ف : اس روایت میں رکوع سے پہلے اور سجدے سے پہلے رفع یدین کا ذکر ہے۔

۲۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین :

عن عمیر بن حبیب (اللیثی) قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یرفع یدیہ مع کل

حضرت عمیر بن حبیب اللیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تھے

تکبیرة فی الصلوٰة المکتوبة (رواہ ابن ماجہ ص۶۲، فتح الباری ج ۱ ص۱۵۶ وعینی شرح بخاری ص۲۷۶)

ساتھ ہر تکبیر کے نماز فرض میں

۳۔ سجود میں بھی رفع یدین،

عن مالک بن الحویرث انه رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیه فی صلوته اذا کبر واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود حتی یحاذی بهما فروع اذنیه (نسائی ص۱۶۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں رفع یدین کرتے جب رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے جب سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے یہاں تک اپنے ہاتھوں کو نرمہ گوش کے سامنے کر دیتے تھے۔

اس روایت کے متعلق غیر مقلدین کچھ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن بے سود جب کہ فتح الباری ج ۲ ص۱۸۱ میں دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ حدیث مذکورہ بالا بالکل صحیح اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور حدیث مذکورہ کی سند صحیح مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔

۴۔ صرف تین جگہوں میں رفع یدین،

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیه وسلم اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ

ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے اپنے ہاتھ کاندھوں کے برابر اٹھائے اور ایسا ہی کرتے جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع

حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى السُّجُوْدِ. (بخاری ج ۱ صفحہ ۱۰۲)

سے سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدہ میں ایسا نہ کرتے۔

۵۔ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهٗ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَيَصْنَعُهٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ مِنَ الصَّلٰوتِهٖ وَهُوَ قَاعِدٌ فَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن ورواه احمد وابوداؤد ونسائی وابن ماجه

علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فرض کیلئے کھڑے ہوتے تو شانہ کے برابر رفع الیدین کرتے تھے یونہی کرتے تھے جب کہ قراءت پوری کرتے تھے اور جب کہ رکوع کا ارادہ کرتے تھے یہی کرتے تھے جب کہ رکوع سے سر اٹھاتے تھے اور اپنی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے کہ وہ بیٹھے تھے اور جب کہ سجدے میں سے اٹھتے تھے تو اسی طرح رفع یدین کرتے تھے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۶۔ عَنْ مَيْمُوْنِ الْمَكِّىِّ اَنَّهٗ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ

میمون کہتا ہے کہ عبداللہ ابن زبیر کو دیکھا اور اس کے ساتھ نماز

الزبير وصلى انهم بشر
بكفيه حين يقوم وحين
يركع ويسجد وحين
ينتهض للقيام فيقوم
بيديه فانطلقت الى
ابن عباس فقلت انى رأيت
ابن الزبير صلى صلوة لم
ارى احدا يصليها فوصفت
له هذه الاشارة فقال ان
احببت ان تنظر الى صلوة
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاقتد بصلوة
عبدالله ابن الزبير (رواه ابو داؤد)

٧. عن عمر ابن عطاء
قال سمعت ابا حميد الساعدي
وهو في عشرة من اصحاب
رسول الله احدهم ابو قتادة
ابن الربيع وذكر ابن ماجة
في موضع آخر ان منهم
سهل بن سعد، محمد

پڑھی کہ دونوں ہاتھوں سے اشارہ
کرتے تھے جب کہ کھڑے ہوتے
تھے اور جب کہ رکوع اور سجدہ
کرتے تھے اور جب کہ سجدہ کرتے
تھے اور جب کہ قیام کیلئے بلند ہوتے
تھے پس کہو کہ دونوں ہاتھوں سے
اشارہ کرتے تھے پس میں ابن عباس
کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ ابن زبیر
کو نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ کسی کو
ایسا نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور بیان
اس اشارہ کا کیا۔ ابن عباس نے
کہا اگر تو خوش ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھیں تو
عبداللہ ابن زبیر کی نماز کی اقتدا کر

عمر ابن عطاء سے روایت ہے کہ کہا ابن
حمید ساعدی سے جو وہ دس اصحابوں
میں سے تھا میں نے سنا ہے ایک ان
میں سے ابو قتادہ ابن ربیع تھا اور
ابن ماجہ نے دوسری جگہ کہا ہے کہ ان میں
سے سہل ابن سعد اور محمد

بن مسلمة قال انا اعلمکم بصلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا قام فی الصلوٰة اعتدل فاعاد رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه فاذا قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه فاعتدل فاذا قام من السجدتین کبّر و رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه کما صنع حین افتتح الصلوٰة

بن سلمہ تھا ابو عبید نے کہا کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے اچھا جانتا ہوں جب حضرت نماز کو اُٹھتے تھے تو برابر کھڑے ہوتے تھے اور رفع الیدین کرتے تھے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے برابر ہوتے تھے اور جب کہ سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تھے تو بھی رفع یدین کرتے تھے۔

خلاصہ

نماز میں رفع یدین کے سات طریقے

نماز میں رفع یدین وعدم الرفع کے سات طریقے احادیث و آثار سے ثابت ہیں۔

۱۔ صرف افتتاح کے وقت لیکن باقی مقامات کے لئے بھی آثار و اخبار دلالت کرتی ہیں۔

۲۔ صرف افتتاح کے وقت لیکن باقی مقامات سے ساکت ہیں۔

۳۔ رکوع میں جاتے وقت، سر اٹھاتے وقت دیگر مقامات کے لئے ساکت ہیں۔

۴۔ رفع یدین افتتاح اور رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے اور قیام الی الثالثہ

کے وقت کا ذکر ہے اوران کے ماسوا سے رفع وعدم رفع سے ساکت ہیں۔

۵۔ ان چار مواضع مذکورہ اور جمیع تکبیرات انتقالیہ میں رفع مذکور ہے۔

۶۔ ان چار مواضع کے درمیان رفع مع ترک رفع بین السجدتین کا ذکر ملتا ہے اور باقی رفع یا عدم رفع کا کوئی ذکر نہیں۔

۷۔ بعض روایات میں باوجود اس رفع کے وقت قیام عن السجود کا بھی رفع مذکور ہے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں :

صرف چوتھی صورت واجب ہے اوراسی کے ترک کو مفسد الصلوٰۃ کہتے ہیں

ان پر ہمارا سوال ہے کہ تم نے صحاح کی روایات میں ان طرق سبعہ (سات طریقوں) میں سے صرف ایک پر عمل کر کے باقیوں پر عمل کیوں نہیں کیا۔ صرف ایک عمل کی تخصیص کیوں۔ حالانکہ سندات کے لحاظ سے سارے طریقے برابر ہیں۔ تمہارے پاس ان باقیوں کی نسخ (منسوخ ہونے) کی دلیل ہے تو لاؤ ورنہ ہم نے اپنے سب خلاف تمام طریقوں کے نسخ کے دلائل احادیث سے ثابت کر دیئے ہیں جن کا انکار سوائے ضد کے اور کچھ نہیں۔ اسی لئے ہم عاشقانِ حدیث کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر تم احادیث کی صحت کے بعد عمل بالحدیث میں سچے ہو تو اسی طرح عمل کرو جیسے ہم احناف عمل کرتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا عمل حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس سنت مبارک پر ہے جسے آپ نے زندگی کے آخری لمحات مقدسہ پر صحابۂ کرام کے سپرد فرمائی۔

ھذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری

محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۲ ذیقعد ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک ۱۰ بجے صبح